پیغمبرانہ اندازِ تبلیغ

حضرت سلیمان علیہ السّلام اور ملکہ بلقیس

مجاز اور حقیقت

(از مولانا خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا اسم مبارک قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے۔ سورۂ نمل میں منجملہ اور باتوں کے بلقیس ملکہ سبا کے ساتھ آپ کا نام نامی بیان کیا گیا ہے۔ ان آیات میں ایک قصہ ذکر ہوا ہے۔ جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ انہوں نے ہدہد کو دیکھا۔ اس کے غائب ہونے پر غصہ کا اظہار فرمایا۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ہُدہُد نے آکر گذارش کی کہ میں ابھی ابھی سبا کے ملک سے آرہا ہوں جہاں کی تاجدار ایک عورت ہے اور اس کی قوم سب کی سب اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پرستش کرتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ میرا یہ خط لے کر جاؤ اور دیکھو کہ ملکہ سبا کیا جواب دیتی ہے۔

ملکہ بڑی سمجھدار اور تجربہ کار تاجدار تھی اس نے ارباب حکومت سے مشورہ کیا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو۔ سب نے گذارش کی کہ ہم لڑنے مرنے کے لئے تیار ہیں۔ اپنے ملک کی حفاظت کریں گے آپ کی عزت پر آنچ نہ آنے دیں گے۔ لیکن ہم کچھ نہیں کریں گے جب تک کہ آپ کا آخری فیصلہ صادر نہ ہو جائے۔ ملکہ بڑی تجربہ کار اور زیرک فرمانروا تھی۔ اسے گذشتہ اقوام کے حالات معلوم تھے۔ وہ جانتی تھی کہ انقلاب جب آتا ہے تو کیسی کیسی سخت تکلیفوں اور مصیبتوں کو ساتھ لاتا ہے۔ اس لئے اس نے لڑنے کی بجائے صلح کی طرف قدم بڑھانے کی کوشش کی۔ آخر کار یہ بات باہمی گفتگو سے طے ہو گئی کہ ملکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو۔ ملکہ کے استقبال کے لئے اس کے شایان شان انتظام کئے گئے۔ بادشاہ کے دربار میں جہاں سلیمان علیہ السلام تشریف فرما تھے اس محل میں فرش بنایا گیا تھا جو تمام بلور کا تھا۔ دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سمندر موجیں مار رہا ہے۔ بلقیس آئی اور محل میں داخل ہونے لگی اور یہ سمجھ کر کہ اس پانی میں سے پار ہو کر بادشاہ کے پاس جانا ہے۔ اس نے اپنے پائنچے اٹھا لئے تاکہ پانی سے تر نہ ہو جائیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو اس غلطی پر تنبیہ کرتے

ہوئے فرمایا کہ یہ پانی نہیں ہے۔ بلکہ بلور کا فرش ہے۔ جسے تم غلطی سے پانی سمجھ گئی ہو۔ اگرچہ سرسری نظر میں وہ ایسے ہی معلوم ہوتا ہے۔ یہ جملہ سننا تھا کہ اس نے فوراً اقرار کر لیا کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنے پر بڑا ظلم کیا ہے۔ اور میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے اللہ پر ایمان لاتی ہوں جو تمام قوموں کا پالنے والا ہے۔ قالت رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین۔ (النمل)

آج ہم صرف اسی آخری جملے پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں کہ ملکہ کا اس بلوریں فرش کو پانی سمجھ لینا اور متنبہ ہونے پر اس بات کا اقرار کرنا کہ میں نے اپنے پر ظلم کیا۔ اور اپنے پروردگار عالم پر ایمان لے آنا کیا معنی رکھتا ہے؟ مفسرین کرام نے اس ٹکڑے کی تشریح میں بعض قصے بیان کئے ہیں ان کو مان لینے کے باوجود پھر بھی یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ اس میں باہمی تعلق کیا ہے؟ دراصل اس سوال کا جواب خود اس قصے ہی کے اندر موجود ہے۔ اگر آپ قرآن مجید نکال کر اسے دوبارہ پڑھ جائیں تو آپ کے سامنے چند باتیں خاص طور پر آجائیں گی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقصد بلقیس سے شادی کرنے کا نہ تھا جیسا کہ بعض مفسرین نے بیان کیا ہے۔ بلکہ اصل مقصد یہ تھا کہ وہ ملکہ بلقیس کو توحید کی دعوت دیں۔ اور اسے اسلام لانے پر آمادہ کریں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ملکہ سورج کو پوجتی تھی اور اس کی تقلید میں اس کی قوم بھی اس کے نقش قدم پر چلتی تھی۔ بلقیس کو سمجھانا یہ تھا کہ سورج خدا نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر کوئی ہستی ہے۔ جو اسے زنجیروں میں تھامے ہوتے ہے۔ اور اسی نے اس کو روشنی عطا فرمائی۔ پرستش کی حقدار اصل میں وہ ذات ہے جو اس پر قاہر و ضابط ہے۔ نہ کہ یہ سورج کہ جو ہر وقت اس کی عطا کا محتاج ہے۔

ملکہ بلقیس کے استقبال کے لیے جو سامان تیار کئے گئے ان میں وہ فرش بھی تھا جو بلور کا تیار کیا گیا تھا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں جانے کے لیے اس بڑے کمرے میں ملکہ داخل ہوئی۔ اور بلور کے فرش کو غلطی سے پانی سمجھ گئی۔ بادشاہ نے اس طرف توجہ دلائی تو اس سمجھدار اور زیرک ملکہ کو اپنی غلط فہمی پر تنبہ ہوا۔ کہ یہ فرش جو بلور کا تھا جس میں بظاہر ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ پانی کی موجیں اٹھ رہی ہیں۔ وہ اسے حقیقت میں پانی سمجھ گئی تھی اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ میں نے مجاز کو حقیقت کی شکل دے دی۔ جب یہ بات اس کی سمجھ میں آگئی تو اب اس کا ذہن اپنے مذہب کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اسے یقین ہو گیا کہ جس طرح یہاں بلور کے فرش کو حقیقی پانی سمجھنے میں غلطی کی ہے اسی طرح میں نے

سورج کو خدا سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ وہ اللہ کی ایک مخلوق ہے اور اس میں نور اسی کا عطا کردہ ہے۔ میں نے اسی نور کو خدا سمجھ لیا اور اس تجلی کو حقیقی خدا مان کر اس کے آگے جھک گئی۔ نہ صرف میں بلکہ میری قوم نے بھی میرا ساتھ دیا۔ اللہ اکبر! میں نے کتنا بڑا ظلم کیا کہ نہ صرف اپنے آپ کو گمراہ کیا بلکہ اپنی قوم کو بھی غلط راستے پر لے گئی۔ اب اس کے لئے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ غلطی جان لینے کے بعد اللہ پر ایمان لے آئے۔ اس لئے اس نے غلطی کا اقرار کر کے فوراً اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ اور سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ پر ایمان لے آئی۔

اس قصہ کو پڑھ لینے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے۔ لوگوں کو توحید کی طرف بلانا ان کا فریضہ تھا اور بلانا بھی زبردستی نہیں بلکہ حکمت اور دانائی کے ساتھ۔ کہ جس سے مخاطب کے دل میں بات اتر جائے۔ اور اسے حق کے قبول کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہو یہ پورا قصہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا جا سکتا ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ (۱۶: ۱۲۵) اور وقل لھم فی انفسھم قولا بلیغا (۴: ۶۳)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بڑی حکمت، دانائی اور خوبی کے ساتھ توحید کی تبلیغ کی۔ اور اس انداز میں گفتگو فرمائی کہ بلقیس کے دل میں وہ بات اچھی طرح جم گئی اور وہ اسلام کے دائرے میں داخل ہو گئی۔

ہمارے دعاۃ اور مبلغین کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ واقعہ اور یہ دونوں آیتیں اپنے پیش نظر رکھنی چاہئیں۔ وہ اپنی بات پر زور نہ دیتے جائیں بلکہ مخاطب کے مشکلات و موانع کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس کے شکوک و شبہات کو زائل کریں۔ اور حق اس طرح واضح کر دیں کہ اسے اس کے قبول کرنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار باقی نہ رہے۔